© rasailojaraid.com

عشور یا درآمدی محصول کی شرعی حیثیت

نسیم اختر☆

عشور غیر ملکی مال بشمول زرعی اجناس کی ملک میں درآمد پر وصول کیا جانے والا محصول تھا۔عرب میں قدیم جاہلی معاشرے کے جابرہ جو ٹیکس وصول کرتے تھے اسے بالعموم عشور کے نام سے پکارا جاتا عہد نبوی ﷺ میں اس ٹیکس کا کوئی وجود نہیں تھا باسلامی تاریخ میں اس کی ابتدا حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں ہوئی۔اس زمانہ میں یہ محصول وہی حیثیت اور مقام رکھتا تھا جو آج کل مقامی سطح پر محصول چونگی اور بین الاقوامی سطح پر کسٹم ڈیوٹی کو حاصل ہے۔

معنی ومفہوم:

لغوی اعتبار سے عشور کے معنی ہیں دسویں حصے اور کمی کے ہیں **العشور : نقصان** (۱) اور یہ عشر (دسواں حصہ) کی جمع ہے۔ **وجمع العشر العشور والاعشار** (۲) جبکہ اصطلاح میں اس سے مراد وہ درآمدی محصول ہے جو کہ تاجروں سے ملک میں آمد کے وقت ان کے سامان تجارت پر وصول کیا جاتا تھا۔

ما کان من اموالھم للتجارة دون الصدقات والذی یلزمھم من ذلک (۳)

(جو کچھ (مال) مال تجارت سے ان پر واجب صدقات کے علاوہ وصول کیا جاتا)

آج بھی یہ محصول درآمد کئے جانے والے اسباب تجارت پر چوکیوں اور سرحدوں پر وصول کیا جاتا ہے جس کے مقابلہ میں حکومت تاجروں کو امن اور حفاظت کی ضمانت دیتی ہے۔(۴) گویا کہ عشور حفاظت کے بدلے تاجروں سے وصول کئے جانے والا محصول ہے تاکہ وہ سمندر اور خشکی میں اپنے مال کے ساتھ محفوظ سفر کر سکیں اور انہیں چوروں کا خطرہ نہ ہو(۵) تجارتی اموال پر محصول زمانہ جاہلیت میں بھی وصول کیا جاتا تھا۔(۶) عرب وعجم کے بادشاہ اپنی سرحدوں پر سے گزرنے والوں سے اس طرح کا ٹیکس وصول کرتے تھے۔(۷)

ما کانت الملوک تاخذہ منھم (۸)

(یہ وہ محصول ہے جو ان سے بادشاہ وصول کیا کرتے تھے)

اہل مکہ بھی دیگر ہمسایہ ملکوں کی طرح یہ درآمدی محصول لیتے تھے۔(۹) اور یہ محصول یا ٹیکس عشور کہلاتا تھا اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار کے مطابق عرب میں قدیم جاہلی معاشرے کے جابرہ جو ٹیکس وصول کرتے تھے اسے بالعموم عشور کے نام سے پکارا جاتا۔(۱۰) دور اسلام میں بھی مذکورہ بالا محصول تجارت پر عشور کا لفظ بولا گیا جو کہ غیر مسلموں سے وصول کیا جاتا تھا۔

☆

© rasailojaraid.com
PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

© rasailojaraid.com

عشور یا درآمدی محصول کی شرعی حیثیت

انما العشور علی الیھود و النصاریٰ ولیس علی المسلمین عشور

(عشور یہود و نصاری سے لیا جاتا تھا مسلمانوں سے نہیں)۔(۱۱)

سنن ابوداؤد میں بھی اس مفہوم کی حدیث موجود ہے۔(۱۲) عشور وصول کرنے والا العاشر کہلاتا ہے۔ العاشر : قابض العشر (۱۳) اس کو عشار بھی کہتے ہیں وبہ سمی العشار و منه العاشر (۱۴) و کذلک العاشر...... ومنہ قول عیسی بن عمر لا بن ھبیرۃ وھو یضرب بین یدیه بالسیاط تاللّٰہ ان کنت الا اثیا با فی اسیفاط قبضھا عشا روک (۱۵) اصطلاح میں اس سے مراد وہ شخص ہے جسے حکومت نے محصول تجارت وصول کرنے پر متعین کیا ہو۔(۱۶) عاشر وہ ہے۔

من نصبه الامام لیا خذ ا الصدقات من التجار (۱۷)

(جسے امام تاجروں سے صدقات وصول کرنے کے لئے مقرر کرے۔)

مزید وضاحت یہ بھی ہے کہ من یاخذ العشر او نصفه او ربعه سمی العاشر (۱۸) تاہم دور اسلام میں جن مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ یا خلفاء راشدین کی طرف سے عشر وصول کرنے کی خدمت انجام دی ان پر بھی عاشر کا اطلاق روا سمجھا گیا لسان العرب میں ہے کہ:

وقد عشر جماعة من الصحابة للنبی ﷺ والخلفاء بعده فیجوز ان یسمی آخذ ذالک عاشر، الاضافة مایا خذه الی العشر (۱۹)

(حضور ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت نے اور آپ کے بعد خلفاء نے عشر وصول کرنے کا کام کیا ہے چنانچہ ممکن ہے کہ ان پر عاشر کے لفظ کا اطلاق عشر کی طرف اضافت کی وجہ سے کیا گیا ہو۔)

نبی اکرم ﷺ کی متعدد روایات میں اس محصول اور اس کے وصول کرنے والے کے لئے مذمت بھی آئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

احمد واللّٰہ اذرفع عنکم العشور۔(۲۰)

(اللہ کے شکر گذار بنو اس نے تم کو عشور معاف کر دیا)

عشور وصول کرنے والے کے متعلق فرمایا:

ان لقیتم عاشر فاقتلوه۔(۲۱)

(اگر تمہاری ملاقات عشور وصول کرنے والے سے ہو جائے تو اس کو قتل کر دو۔)

ایک اور روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت، اس کا کرم اور فضل اس کی مخلوق پر ہوتا ہے پس وہ جس کو چاہے گا بخش دے گا سوائے بدکار اور عشار کے (۲۲) نبی اکرم ﷺ کی درج بالا اور ان سے ملتی جلتی دیگر روایات سے یہ خیال پیدا نہیں ہونا چاہئے کہ شائد عشور کے نفاذ کی اسلام اجازت نہیں دیتا دراصل یہ مذمت زمانہ جاہلیت کے اس عشور کی ہے جو کہ ظلم پر مبنی ہوتا تھا لوگوں سے زبردستی اور ظالمانہ طریقہ سے وصول کیا جاتا تھا حدیث مبارکہ ان لقیتم عاشرا فاقتلوه کی شرح میں لکھا گیا ہے کہ:

© rasailojaraid.com
PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

© rasailojaraid.com

ای ان وجدتم من یاخذ العشر علی ما کان یاخذہ اھل جاھلیة مقیماً علی دینه فاقتلو لکفرہ۔(۲۳)

(یعنی اگر تمہارا سامنا کسی ایسے شخص (عاشر جاہلی) سے ہوجائے جو اہل جاہلیت کا سا عشر وصول کرتا ہوتو اسے قتل کردو کیونکہ وہ کافر ہے۔)

اس حدیث کے راوی کا کہنا ہے کہ عاشر سے مراد وہ شخص ہے جو ناجائز طور پر صدقہ وصول کرے۔(۲۴) اسلام میں عشور کی ابتداء حضرت عمر فاروقؓ نے کی، آپ ایمانی قوت اور دینی بصیرت میں جس مقام ومرتبہ پر ہیں وہاں یہ کیسے ممکن تھا کہ اللہ کے رسول نے کسی امر سے منع فرمایا ہوا اور بعدازاں آپؓ نے اسے اختیار کرلیا ہو یقیناً یہ سب ممانعت محصول کی نہیں بلکہ اس کے حصول میں کی جانے والی زیادتی اور ظلم کے سبب سے تھی۔

عشور کی ابتداء:

اسلامی معاشرہ میں اس کا آغاز حضرت عمر فاروقؓ نے کیا(۲۵) اور ایسا دو وجوہات کی بناپر ہوا:

۱۔ ایران اور روم میں داخل ہونے والے مسلمان تاجروں سے وہاں کی حکومت درآمدی ٹیکس وصول کرتی جبکہ ادھر اسلامی ریاست میں داخل ہونے والے غیر مسلموں سے کوئی ٹیکس نہ لیا جاتا یوں تجارتی توازن غیر مسلموں کے حق میں چلا جاتا غیر مسلموں پر کوئی ٹیکس نہ ہونے کی وجہ سے ان کی اشیاء سستی ہوتی تھی اور مسلمان تاجروں کی اشیاء مہنگی ہوکر صارفین تک پہنچتی تھیں چنانچہ حاکم بصرہ حضرت موسیٰ بن اشعریؓ نے حضرت عمرؓ بن خطاب کو اس صورت حال سے مطلع کیا تو آپ نے حکم دیا کہ تم بھی ان سے اسی طرح (عشور) وصول کرو جس طرح وہ ہمارے مسلمان تاجروں سے کرتے ہیں۔(۲۶)

۲۔ منبج کے عیسائیوں نے جو اس وقت تک اسلام کے محکوم نہیں ہوئے تھے خود حضرت عمرؓ کے پاس تحریری درخواست بھیجی کہ ہمیں ۵ عشر ادا کرنے کی شرط پر عرب میں تجارت کرنے کی اجازت دیجائے حضرت عمرؓ نے صحابہ کے مشورہ سے یہ تجویز منظور کرلی اور یہ حربی قوم تھی جس سے عشور وصول کیا گیا، عشور کی وصولی کے لیے حضرت عمرؓ نے خشکی اور تری سے آنے والے راستوں مثلاً مصر، شام اور عراق وغیرہ کی سرحدوں پر باقاعدہ محصول خانے (چونگیاں) قائم کیے۔(۲۷) شرعی اعتبار سے آپ کے اس فیصلہ کو اجماع کی حیثیت حاصل ہے کیونکہ یہ صحابہ کرام کی موجودگی میں تھا اور کسی ایک نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی لہٰذا صحابہ کا اس پر اجماع منعقد ہوگیا۔(۲۸) فقہاء کرام اس درآمدی محصول کی تائید میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہ محصول اسلامی ریاست کی اس حفاظت کا معاوضہ ہے جو وہ درآمد کنندگان کو مہیا کرتی ہے۔

العاشر من ینصبه الامام علی الطریق لیاء خذ الصدقات من التجار و تا من التجار بمقامه من اللصوص۔(۲۹)

© rasailojaraid.com
PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

© rasailojaraid.com

(عاشر وہ ہے جس کو امام نے تاجروں سے صدقات (عشور) وصول کرنے اور انہیں چوروں سے بچانے کے لئے راستوں پر متعین کیا ہو۔)

بلاتفریق مسلم اور غیر مسلم پر عشور کا نفاذ اور اس کی شرح:

ابتدا میں عشور صرف حربیوں پر عائد کیا گیا تھا لیکن بعد ازاں حضرت عمرؓ نے اس کو تمام مسلمانوں اور ذمیوں تک پھیلا دیا۔ کیونکہ تاجر اپنے مال کا تجارتی محصول خریدار سے وصول کر لیتا ہے اور پھر اگر یہ محصول حربی تاجروں سے وصول کیا جائے اور ذمیوں یا مسلمان تاجروں سے وصول نہ کیا جائے تو لازماً مسلمان اور ذمی کا مال تو سستا ہونے کی بنا پر بک جائے گا جبکہ حربی کو مال مہنگا ہونے کی بنا پر (ٹیکس کی وجہ سے) نقصان اٹھانا پڑے گا چنانچہ تجارتی توازن کو قائم رکھنے کے لئے حضرت عمرؓ نے یہ درآمدی محصول بلاتفریق مذہب وملک ہر تاجر پر عائد کر دیا لیکن مسلمانوں کے لئے حیثیت سامان تجارت پر زکوٰۃ کی تھی اور غیر مسلموں کے لئے سامان تجارت پر محصول کی...... جیسا کہ مراجع سے معلوم ہوتا ہے کہ:

العاشر یاخذ مما یمر به المسلم علیه الزکاة اذا استجمعت شرائط الوجوب۔(۳۰)

یعنی عاشر مسلمان تاجر سے تو اس کے مال پر وجوب زکوٰۃ کی شرائط پوری ہونے کی صورت میں زکوٰۃ وصول کرے گا......

کتاب الاموال میں عشور کو غیر مسلموں سے وصول ہونے والے خراج کے تحت بیان کیا گیا ہے۔(۳۱) امام ابو یوسف کے ہاں بھی مسلمانوں سے چنگی کے طور پر جو کچھ لیا جائے گا اس کی نوعیت زکوٰۃ کی ہوگی جبکہ ذمی اور حربی افراد سے وصول کی جانے والی چنگی کی نوعیت خراج کی ہوگی۔(۳۲) مسلمان سے لیا جانے والا عشور زکوٰۃ اور ذمی اور حربی سے لیا جانے والا جزیہ میں شمار ہوگا اور انہی مصارف پر خرچ بھی کیا جائے گا۔(۳۳) بعض اہل علم کے نزدیک عشور کی حیثیت مال فے کی ہے جو غیر مسلموں سے مصالحت کے تحت حاصل کیا جاتا ہے۔

ذلک کله بمنزلة الفئی لانه صلح و لیس بمنزلة الصدقة انما هو فئی للمسلمین بمنزلة الخراج والجزیة۔(۳۴)

علامہ الکاسانی لکھتے ہیں کہ ”گزرنے والے تاجر کی تین حالتیں ہیں یا تو وہ مسلم ہوگا، یا ذمی ہوگا اور یا حربی ہوگا۔ اگر گزرنے والا تاجر مسلمان ہے تو عاشر (عشور وصول کرنے والا) اس سے اموال تجارت میں سے ربع العشر (یعنی ۱/۴۰) لے گا۔ اس لئے کہ مسلم سے جو لیا جاتا ہے وہ بطور زکوٰۃ لیا جاتا ہے لہٰذا اموال تجارت میں زکوٰۃ کی واجب شدہ مقدار کے مطابق لیا جائے گا یعنی ۱/۴۰ اور اسے مصرف زکوٰۃ میں صرف کیا جائے گا اور اس کے مال سے اس سال زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔ اور اگر وہ ذمی ہے تو اس سے نصف العشر یعنی ۱/۲۰ لیا جائے گا اور شرائط زکوٰۃ پر لیا جائے گا لیکن اسے جزیہ اور خراج کی جگہ صرف کیا جائے گا اور اس وصولی سے اس تاجر پر عائد شدہ اس سال کا جزیہ ساقط نہیں ہوگا لیکن بنو تغلب کے نصاریٰ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اور اگر وہ حربی ہے تو اس سے اتنا لیا جائے گا جتنا وہ

© rasailojaraid.com
PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

© rasailojaraid.com

عشور یا درآمدی محصول کی شرعی حیثیت

(اپنے ملک میں) مسلم تاجروں سے لیتے ہیں اگر معلوم ہو کہ اپنے ملک میں ہم سے ۴۰/۱ لیتے ہیں تو ان سے بھی اتنا ہی لیا جائے گا اور اگر وہ ۲۰/۱ لیتے ہیں تو ہم بھی ۲۰/۱ لیں گے اور اگر وہ ۱۰/۱ لیتے ہیں تو ہم بھی ۱۰/۱ لیں گے لیکن اگر یہ معلوم نہیں کہ وہ اپنے ملک میں ہم سے کتنا لیتے ہیں تو پھر ان سے ۱۰/۱ لیا جائے گا۔(۳۵)

حضرت عمرؓ نے عشور عائد کرتے وقت اس کی شرح خود ہی متعین کر دی تھی کہ ذمیوں سے بیسواں حصہ، مسلمانوں سے ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم اور حربیوں سے وہی کچھ وصول کرو جو وہ ہم سے لیتے ہیں۔(۳۶) یحییٰ بن آدم نے بھی یہی بات دہرائی ہے کہ:

خذ منهم (حربی) اذ دخلوا لینا مثل ذلک العشر، وخذ من تجار اهل الذمه نصف العشر وخذ من المسلمین من مائتین خمسة فما زاد فمن کل اربعین درهما درهم۔(۳۷)

یہ کہ حربی جب ہماری سرحدوں میں داخل ہوں تو ان سے اسی عشر کی طرح لے لو، اہل ذمہ کے تاجروں سے نصف عشر، مسلمانوں سے ہر دو سو درہم پر پانچ درہم لو اور اس سے زائد پر ہر چالیس درہم پر ایک درہم......

امام سرخسی لکھتے ہیں۔

"لاء ن عمر بن الخطابؓ لما نصب العشار قال لهم خذو مما یمر به المسلم ربع العشر ومما یمر به الذمی نصف العشر فقیل له فکم ناخذ مما یمر به الحربی فقال کم یاخذون منا فقالوا العشر فقال خذو منهم العشر"۔(۳۸)

(حضرت عمر بن خطابؓ نے جب عشور جمع کرنے والوں کو مقرر کیا تو انہیں کہا جو مسلمان تمہارے پاس سے گزرے اس سے عشر کا چوتھائی اور جو ذمی گزرے اس سے نصف عشر لینا، آپ سے دریافت کیا گیا کہ حربی سے ہم کتنا لیں تو آپ نے پوچھا کہ وہ ہم سے کتنا لیتے ہیں؟ کہا گیا کہ وہ تو عشر لیتے ہیں فرمایا تم بھی ان سے دسواں حصہ لینا۔)

قاضی ابو یوسف بھی عشور کی یہی شرح بیان کرتے ہیں۔

''مسلمانوں پر دو سو درہم میں سے پانچ درہم، ذمی پر دس درہم اور حربی پر بیس درہم واجب ہوتے ہیں جب سونے پر چنگی واجب ہو تو اس میں سے بھی اسی حساب سے لیا جائے گا مسلمانوں سے (۲۰ مثقال سونے میں سے) نصف مثقال ذمی سے ایک مثقال اور حربی سے دو مثقال۔''(۳۹)

عشور کا نصاب:

محصول عشور کی وصولی کے لیے ضروری ہے کہ مال تجارت دو سو درہم مالیت یا اس سے زیادہ ہو اس سے کم پر عشور وصول نہیں کیا جائے گا۔

© rasailojaraid.com
PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

© rasailojaraid.com

ولا یوخذ من اقل من مائتی درھم شیء

(دوسو درہم سے کم پر کوئی عشور نہ لیا جائے گا)۔(۴۰)

اہل مال خواہ مسلمان ہو، ذمی یا حربی۔ اگر عاشر کو دوسو درہم سے کم مال پیش کیا جائے تو اس میں سے وہ کچھ نہیں لے گا۔ اسے لینے کا حق صرف تب ہے جب یہ ثابت ہو جائے کہ اس کے گھر میں اتنا مال اور موجود ہے جو اس کی ضروریات کی تکمیل کے لیے کافی ہے اور جس پر سال گذر چکا اور یہ مال اس کے گھر میں موجود مال کے علاوہ ہے۔ اور جو کچھ اسے پیش کیا گیا وہ نصاب پر پورا نہیں اترتا تو وہ اس میں سے کچھ نہیں لے گا خواہ پیش کرنے والا مسلم ہو یا ذمی اور کتاب زکوٰۃ میں حربی کے لئے بھی یہی حکم ہے۔(۴۱) تاہم حربی کے حوالہ سے اختلاف پایا جاتا ہے کہ حربی اگر ہم سے دوسو درہم سے کم لیں گے تو ہم بھی ان سے کم لے لیں گے......اگر وہ ہم سے سارا مال لیں گے تو ہم بھی ان سے ایسے ہی لیں گے۔(۴۲) امام یوسف کے ہاں بھی شرط ہے کہ مال دوسو درہم یا بیس مثقال سونے کی قیمت سے کم نہ ہو۔

> ''ہر اس مال تجارت پر جسے لے کر لوگ محصل چونگی کے پاس سے گزریں اور جس کی مجموعی قیمت دو سے درھم یا اس سے زیادہ ہو چنگی لی جانی چاہئے اسی طرح اگر مال کی قیمت بیس مثقال سونے کے برابر ہو تو اس سے چونگی لی جائے گی اور اس سے کم ہو تو نہ لی جائے گی۔''

اور مزید یہ وضاحت بھی کی کہ:

> ''تاجر اگر بار بار محصل چنگی کے سامنے سے گزرے مگر ہر بار اس کے پاس دوسو درھم سے کم کا مال ہو تو اس سے کچھ وصول نہیں کیا جائے گا چونگی کا حساب لگانے کیلئے مختلف دفعات کے مال کو باہم جمع نہیں کیا جائے گا۔''(۴۳)

اہل عراق میں سے بعض کا نقطہ نظر یہ ہے کہ ذمی پر عشور کے لئے نصاب کی حد سو درہم ہے اور امام مالک کی رائے ہے کہ ذمی کیلئے نصاب کی کوئی حد نہیں کم یا زیادہ جتنا بھی مال ہو اس پر عشور وصول کیا جائے گا۔(۴۴) لیکن فقہاء کرام کی اکثریت دوسو درہم پر متفق ہے۔

عشور کی وصولی:

حضرت عمر فاروقؓ نے تاجروں پر محصول عائد کرتے وقت انہیں یہ سہولت دی تھی کہ یہ محصول ان سے سال میں صرف ایک مرتبہ ہی وصول کیا جائے گا۔

ولا یوخد منھم فی السنة الامرة

(ان سے سال میں صرف ایک ہی بار لیا جائے گا۔)(۴۵)

ایک ہی مال پر اس سے سال میں ایک دفعہ سے زیادہ عشور نہیں لیا جائے گا خواہ وہ اسے لے کر کتنی بار ہی آمد و رفت کیوں نہ کرے۔''(۴۶) ایک نصرانی روم سے اپنے گھوڑے سمیت آیا تاکہ اس کو بیچ سکے اس نے اس کا عشور عاشر کو ادا کیا لیکن پھر وہ اس کو بیچ نہ پایا تو اس نے دارالحرب واپس جانا چاہا تو عاشر نے اس سے پھر محصول طلب کیا اس نے گھوڑا عاشر کے پاس ہی چھوڑا اور مدینہ

© rasailojaraid.com
PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

© rasailojaraid.com

جا کر سیدنا عمرؓ سے ماجرا بیان کیا اور جب وہ واپس عاشر کے پاس پہنچا تو عمرؓ کا خط اس سے قبل پہنچ چکا تھا جس میں حضرت عمرؓ نے عاشر کو لکھا:

ان اخذت مرة فلا تاخذ مرة اخریٰ۔(۴۷)

(اگر تم ایک دفعہ عشور وصول کر چکے ہو تو دوبارہ مت لو)

کتاب الخراج میں ہے اگر وہ نیا مال لے کر آئے تو پھر دوبارہ چنگی لی جا سکتی ہے۔(۴۸) حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے حکام کو ہدایت کی تھی کہ:

''عشور لے لینے کے بعد پھر انہیں رسید لکھ دیا کرو تا کہ اس مال میں سے اس کے منافع پر کوئی زکوٰۃ ایک سال تک نہ لی جائے لیکن اگر مال کے علاوہ کوئی اور (نیا) مال لے کر گزرے تو اس پر عشور لیا جائے گا۔''(۴۹)

موطا امام مالک میں ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے محصل مصر کو لکھا کہ جن سے عشور وصول کرلو انہیں رسید دیا کرو:

واكتب لهم بم تاخذ منهم كتابا مثله من الحول۔(۵۰)

(اور جو کچھ تم لو اس کی رسید تمام سال کے واسطے لکھ دو۔)

لیکن حربی کے لیے یہ خصوصی حکم ہے کہ اگر ایک بار چنگی وصول کیے جانے کے بعد وہ دوبارہ دارالحرب واپس چلا جائے اور مہینہ بعد پھر اس کا گزر محصل چنگی کے پاس سے ہو، اور اگر اس کے پاس بقدر نصاب مال ہے تو پھر چنگی لی جائے گی کیونکہ دارالحرب میں داخل ہوتے ہی دارالاسلام کے قوانین اس پر ساقط ہو جاتے ہیں۔(۵۱)

عشور سے مستثنیٰ اشیاء:

(۱) عشور صرف مال تجارت پر عائد ہوگا۔

الف۔ محصل چنگی کے یہاں سے گزرنے والے کا مال اگر تجارت کے لیے نہ ہو تو اس پر کوئی محصول عائد نہیں ہوگا۔

ب۔ اگر کوئی مسلمان بھیڑ، بکری، گائے، بیل یا اونٹ لے کر گزرے اور محصل چنگی سے یہ کہے کہ یہ چرنے والے (سائمہ) مویشی نہیں ہیں تو اس سے حلف لیا جائے گا اور حلف اٹھا لینے پر اسے چھوڑ دیا جائے گا۔

ج۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی غلہ لے کر گزرے اور کہے کہ یہ میرے ذاتی کھیت کا ہے یا کھجور لے کر گزرے اور کہے کہ یہ میرے اپنے درختوں کی کھجور ہے تو اس سے چنگی نہیں لی جائے گی۔''(۵۲)

یہ محصول (عشور) صرف تجارتی اسباب اور کھلی ہوئی چیزوں پر لیا جاتا تھا کسی کے اسباب کی تلاشی کا حکم نہ تھا۔(۵۳) حضرت عمرؓ نے حکم دیا تھا کہ کسی کی تلاشی نہ لی جائے۔(۵۴)

۲۔ اگر کوئی مسلمان یہ کہے کہ وہ اپنے مال تجارت کی زکوٰۃ ادا کر چکا ہے یا یہ کہ اس کے سامان تجارت پر ایک سال نہیں گزرا ہے تو اس سے عشور وصول نہیں کیا جائے گا۔

© rasailojaraid.com
PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

© rasailojaraid.com

''وہ مقروض ہے یا یہ کہ اس کے مال مویشیوں کے لئے ہے اگر وہ قسم کے ساتھ کہے کہ ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے تو اس سے کچھ بھی نہیں لیا جائے گا۔'' (۵۵)

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی رائے میں:

''اگر کوئی محصل چنگی سے حلف اٹھا کر یہ کہے کہ میں نے اس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی ہے تو اس کی بات مان لی جائے گی اور اسے محصول سے بری رکھا جائے گا لیکن اگر کوئی ذمی یا حربی یہ بات کہے تو اسے تسلیم نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان پر زکوٰۃ واجب ہی نہیں ہوتی کہ وہ اسے ادا کرنے کا دعویٰ کر سکیں۔'' (۵۶)

حضرت عمرؓ نے اپنے عمال کو ہدایت دے رکھی تھی کہ اگر کوئی یہ کہے کہ اس کے اس مال پر زکوۃ واجب نہیں ہے تو اس کی تفتیش مت کریں بلکہ قسم کے ساتھ اس کی بات مان لیں۔ (۵۷)

۳۔ ذمی اور حربی کے متعلق حکم ہے کہ:

''ذمی کی بات کو بھی اسی طرح تسلیم کیا جائے گا جیسے کہ مسلمان کی بات کو، کیونکہ وہ ہمارے ملک میں رہتا ہے لیکن حربی کی بات کو تسلیم نہیں کیا جائے گا بیشک اگر وہ کہتا ہے کہ اس کے مال پر ابھی سال نہیں گزرا تو اس کے اس قول کو قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ ہوسکتا ہے کہ اسے ہمارے ملک رہتے ہوئے ابھی سال نہ گزرا ہو۔۔

اگر وہ کہے کہ دارالحرب میں اس پر قرض ہے تو اس سے ہمارے ملک میں کچھ طلب نہ کیا جائے اور اگر وہ کہے کہ وہ تجارت کے لیے نہیں آیا حالانکہ وہ ہمارے ملک میں تجارت کے ارادہ سے ہی آیا ہے۔'' (۵۸)

ان آخری سب صورتوں میں اس سے عشور وصول کیا جائے گا۔

۴۔ مکاتب اور یتیم کے مال سے عشور وصول نہیں کیا جائے گا کیونکہ انکے مال پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی ہے۔

"ولا تجب الزكاة في كسب المكاتب ولا في مال يتيم"۔ (۵۹)

(یتیم اور مکاتب کی کمائی میں زکوۃ واجب نہ ہوگی)

۵۔ غلام جو اپنے آقا کا مال یا اپنا ذاتی مال لے کر گزرے دونوں صورتوں میں اس مال کی حیثیت یکساں ہے اس سے اس وقت تک چنگی نہیں لی جائے گی جب تک کہ اس کا مالک موجود نہ ہو۔ (۶۰)

۶۔ پھلوں پر عشور کی وصولی کے متعلق امام ابو حنیفہ کا خیال ہے کہ اگر کوئی تاجر انار، خربوزہ، ککڑی، سفرجل نامی ایرانی پھل اور انگور اور انجیر تجارت کیلئے خریدتا ہے اور اس کا نصاب بھی پورا ہے تو ان سے عشور وصول نہیں کیا جائے گا بلکہ مالک بذات خود اس کی زکوٰۃ ادا کرے جبکہ صاحبین کا کہنا ہے کہ اگر یہ سب کچھ تجارت کیلئے ہے اور اس پر زکوٰۃ واجب ہے تو اس سے عاشر زکوٰۃ وصول کرے گا۔'' (۶۱) امام ابو یوسف کی بھی یہی رائے ہے کہ اگر پھل تجارت کے لئے اور بقدر نصاب ہو تو عشور وصول کیا جائے گا۔ (۶۲)

۷۔ حرام اشیاء کے عشور سے متعلق حکم ہے کہ ان کی قیمت کا حساب لگا کر نقدی میں عشور وصول کیا جائے گا۔

© rasailojaraid.com
PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

© rasailojaraid.com

''جب ذمی لوگ محصل چنگی کے پاس شراب یا سور لے کر آئیں تو ان کی قیمت لگائی جائے گی قیمت کا حسب ذمی لوگ خود لگائیں گے اسی قیمت کے حساب سے ان سے بیسواں حصہ وصول کیا جائے گا اسی طرح اگر حربی لوگ شراب یا سور لے کر گزریں تو ان کی قیمت کا حساب لگا کر اسی حساب سے دسواں حصہ وصول کیا جائے گا۔'' (۶۳)

حوالہ جات

۱۔ ابن منظور الافریقی (م ۷۱۱ھ)، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ۱۹۵۵، ۴: ۵۶۹۔

۲۔ الزبیدی، محمد مرتضیٰ (م ۱۲۰۵ھ)، تاج العروس، التراث العربی الکویت ۱۳: ۵۷ المنجد (عربی اردو)، دارالاشاعت کراچی، ص: ۶۵۴۔

۳۔ ابن منظور، م ن، ۴: ۵۷۰۔

۴۔ التھانوی محمد علی بن علی الفاروقی (م ۱۱۹۱ھ)، کشاف اصطلاحات الفنون، سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۹۹۳، ۲: ۹۶۰۔

۵۔ شامی ابن عابدین، محمد امین (م ۱۲۵۲ھ) حاشیہ ردالمختار علی الدر المختار، بالمطبعۃ الکبریٰ الامیریہ مصر ۱۳۴۳ھ، ۲: ۴۰۔

۶۔ ابن منظور، م ن، ۴: ۵۷۰۔

۷۔ ابوعبید القاسم بن سلام (م ۲۲۴ھ) کتاب الاموال، المکتبۃ العلمیۃ، لاہور، س۔ن، ص ۵۲۹۔

۸۔ ابن منظور، م ن، ۴: ۵۷۰۔

۹۔ ابن خلدون، عبدالرحمٰن، (م ۸۰۸ھ) تاریخ ابن خلدون نفیس اکیڈمی کراچی، ۱۹۶۶، ۲: ۵۳۵۔

۱۰۔ عبدالنبی کوکب، عشر (مقالہ)، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور، ۱۹۷۶، ۱۳: ۳۴۷۔

۱۱۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ (م ۲۷۹ھ) صحیح سنن الترمذی، کتاب الزکاۃ، باب لیس علی المسلمین جزیۃ، المکتبۃ الاسلامی بیروت ۱۹۸۸، ۱: ۱۹۷۔

۱۲۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث (م ۲۷۵ھ) سنن ابی داؤد، کتاب الخراج والفئی باب فی تعشیر اھل الذمہ اذا اختلفوا بالتجارۃ، دارالفکر بیروت، ۳: ۱۶۹۔

۱۳۔ الزبیدی، م ن، ۱۳: ۵۷۔

۱۴۔ ابن منظور، م ن، ۴: ۵۷۰۔

۱۵۔ الزبیدی، م ن، ۱۳: ۴۵۔

۱۶۔ التھانوی، م ن، ۲: ۹۶۰ / ابن منظور، م ن، ۴: ۵۷۰۔

۱۷۔ شامی، م ن، ۲: ۳۹۔

۱۸۔ شامی، م ن، ۲: ۳۹۔

۱۹۔ ابن منظور، م ن، ۴: ۵۷۰۔

۲۰۔ ابن منظور، م ن، ۴: ۵۷۰۔

۲۱۔ ابوعبید، م ن، ص: ۵۲۸۔

© rasailojaraid.com
PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

© rasailojaraid.com

۲۲۔ شامی، م ن، ۲: ۴۰۔

۲۳۔ الزبیدی، م ن، ۱۳: ۴۵۔

۲۴۔ ابوعبید، م ن، ص: ۵۳۰۔

۲۵۔ ابوعبید، م ن, ص: ۵۳۴۔

۲۶۔ یحییٰ بن آدم القرشی، (م ۲۰۳ھ) کتاب الخراج، المکتبۃ العلمیۃ لاہور، الطبعۃ الاولی، ص: ۱۹۸۔

۲۷۔ ابو یوسف، یعقوب بن ابراھیم (م ۱۸۲ھ) کتاب الخراج، المکتبۃ السفیۃ القاھرہ ۱۳۴۶ھ، ص: ۱۶۱۔

۲۸۔ الکاسانی، علاء الدین ابوبکر بن مسعود (م ۵۷۸ھ) بدائع الصائع فی ترتیب الشرائع، سید کمپنی کراچی ۱۹۱۰ء، ۲: ۳۹۔

۲۹۔ السرخسی، شمس الدین، (م ۴۸۳ھ) المبسوط، باب العشر، مکتبۃ التجاریۃ مکہ مکرمہ ۳: ۱۹۹۔

۳۰۔ ایضاً۔

۳۱۔ ابوعبید، م ن، ص: ۱۶۔

۳۲۔ ابو یوسف، م ن، ص: ۱۶۰۔

۳۳۔ شامی، م ن، ص ۲: ۴۰۔

۳۴۔ یحییٰ بن آدم القرشی، م ن، ص: ۳۳۔

۳۵۔ الکاسانی، م ن، ۲: ۳۹۔۳۸۔

۳۶۔ ابوعبید، م ن، ص: ۵۳۳۔

۳۷۔ یحییٰ بن آدم القرشی، م ن ص: ۱۹۸۔

۳۸۔ السرخسی، م ن، ۳: ۱۹۹۔

۳۹۔ ابو یوسف، ص: ۱۵۹۔

۴۰۔ یحییٰ بن آدم القرشی، م ن، ص: ۲۳۔

۴۱۔ السرخسی، م ن، ۳: ۲۰۰۔

۴۲۔ السرخسی، م ن، ۳: ۱۹۹۔

۴۳۔ ابو یوسف، م ن، ص: ۱۵۸۔

۴۴۔ ابوعبید، م ن، ص: ۵۳۵۔

۴۵۔ یحییٰ بن آدم، م ن، ص: ۲۳۔

۴۶۔ ابوعبید، م ن، ص: ۵۳۵۔

۴۷۔ السرخسی، م ن، ۳: ۲۰۱۔

۴۸۔ ابو یوسف، م ن، ص: ۱۶۲۔

© rasailojaraid.com
PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

© rasailojaraid.com

۴۹۔ ابوعبید، م ن، ص: ۵۳۸۔

۵۰۔ مالک بن انس، (م ۱۷۹ھ) الموطا، کتاب الزکاۃ، زکوٰۃ العروض، دار الفکر بیروت۔

۵۱۔ ابویوسف، م ن، ص: ۱۵۹/ یحییٰ بن آدم، م ن، ص: ۱۹۸۔

۵۲۔ ابویوسف، م ن، ص: ۱۵۹۔

۵۳۔ ابن خلدون عبدالرحمٰن، (م ۸۰۸ھ) تاریخ ابن خلدون، مترجم حکیم احمد حسین الہ آبادی، نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۶۶ء، ۱: ۳۹۵۔

۵۴۔ ابویوسف، م ن، ص: ۱۶۱۔

۵۵۔ السرخسی، ام ن، ۳: ۲۰۰۔

۵۶۔ ابویوسف، م ن، ص: ۱۶۰۔

۵۷۔ السرخسی م ن، ۳: ۲۰۰۔

۵۸۔ السرخسی م ن، ۳: ۲۰۰۔

۵۹۔ السرخسی م ن، ۳: ۲۰۰۔

۶۰۔ ابویوسف، م ن، ص: ۱۶۰۔

۶۱۔ السرخسی، م ن، ۳: ۲۰۵۔

۶۲۔ ابویوسف، م ن، ص: ۱۶۰۔

۶۳۔ شامی، م ن، ۲: ۴۳۔

© rasailojaraid.com
PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com